مملکت اردن کا علمی سفر

چوہدری محمد یٰسین ظفر

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان

کچھ واقعات وحوادث ایسے ہوتے ہیں۔ جو تاریخ میں حد فاصل کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں اور بات کرتے ہوئے ان کا حوالہ دیا جاتا ہے جیسا کہ بعثت نبوی سے قبل یا بعد ہجرت مدینہ سے قبل یا بعد! غزوہ بدر سے قبل یا بعد فتح مکہ سے قبل اور بعد وغیرہ اس تناظر میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسآلہ وسلم کے واقعات کو مرتب کیا گیا۔ لیکن فی زمانہ ایک حادثہ امریکہ میں نوستمبر 2001 کو رونما ہوا۔ اور یہ واقعہ 9/11 کے نام سے مشہور ہوا۔ اب تمام باتیں اس کے گرد گھومتی ہیں یہ بات 9/11 سے قبل یا بعد ہوئی اس حادثے سے دنیا میں بڑی تبدیلیاں آئیں۔ تمام شعبوں میں نئی درجہ بندیاں ہوئیں۔ سیاسیات ہو یا اقتصادیات سماج ہو یا مذہب سب پر اس کے اثرات مرتب ہوئے۔ خصوصاً مسلم معاشرہ بے حد متاثر ہوا۔ ان کی تہذیب وتمدن افکار ونظریات زیر غور آئے۔ اور بڑی شدت کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف سوالات واعتراضات اٹھائے گئے۔ جگہ جگہ مباحثے اور مکالمے شروع ہوئے 9/11 سے قبل یہ سوالات اور اعتراضات نہ ہونے کے برابر تھے۔ لیکن بعد میں بہت باریک بینی کے ساتھ زیر بحث آئے۔ اگرچہ مسلمان علماء مفکرین اور اہل فکر ودانش نے پوری ذمہ داری کے ساتھ اس کے جوابات دیئے۔ لیکن یہ سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا۔ جس کی وجہ سے بعض اسلامی ممالک کے سربراہان نے انتہائی اہم قدم اٹھائے۔

خادم الحرمین الشریفین ملک عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ نے اس موقعہ پر بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے ایک اعلیٰ سطحی کمیشن قائم کیا۔ اور بین المذاہب مکالمہ کو فروغ دیا اس میں دنیا بھر سے ممتاز علماء دینی سکالرز اور مذہبی رہنماؤں کو شامل کیا تاکہ مذاہب کے درمیان پیدا شدہ غلط فہمیوں کو دور کیا جاسکے۔ اور تصادم کا راستہ روکا جائے اس کے متعدد اجلاس ریاض سعودی عرب میں ہوئے ۔ایک بین الاقوامی کانفرنس میڈرڈ سپین میں منعقد ہوئی۔

اسی تناظر میں اردن کے فرمانروا شاہ عبداللہ ثانی الہاشمی نے بھی بین الاقوامی فورم پر اسلام کی حقیقی تصویر پیش کی اور غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔ اور اسلام کے پرامن بقائے باہمی کے عالمی

ایجنڈے کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے یورپی یونین کی پارلیمنٹ سے فکر انگیز اور پر مغز خطاب کیا۔ جس سے اسلام کے بارے پائی جانے والی غلط فہمیاں دور ہوئیں۔ یہ تقریر آج بھی اسلام کی بہترین ترجمان ہے۔ شاہ عبداللہ ثانی الہاشمی نے یہ بات شدت کے ساتھ محسوس کی کہ اسلام کے خلاف ہونے والے زہریلے پروپیگنڈے کا صحیح اور تسلی بخش جواب نہیں دیا جا رہا ہے۔ عام لوگ یکطرفہ واویلے سے متاثر ہو رہے ہیں۔ جبکہ مسلمان علماء خطباء اور مبلغین کوئی موثر کردار ادا نہیں کر رہے ہے۔ جبکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا کے سامنے اسلام کی حقیقی تعریف اس کا صحیح مفہوم' اس کے عقائد و نظریات' اہداف و مقاصد اس کی عبادات اور اخلاقیات' اس کے محاسن و خصوصیات کو واضح کیا جائے۔ تاکہ مخالفین اسلام کے ذہن صاف ہوں اور وہ حقیقی اسلام سے آگاہ ہو جائیں۔ لہٰذا شاہ عبداللہ ثانی کے حکم پر اردن کے ممتاز علماء مفتیان کرام مفکرین اسلام کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جنہوں نے اسلام کے بارے میں ایک بیان جاری کیا۔ جسے ''رسالہ عمان'' کا نام دیا گیا۔ یعنی اسلام کے بارے میں ''عمان کا پیغام'' اس میں اسلام کی تعریف اس کا منہج اور امن و سلامتی کے لیے اس کا ابدی پیغام شامل کیا گیا۔ دنیا بھر کے تقریباً 145 علماء اور دینی سکالرز نے اس کی تصدیق و تائید کی جس کے بعد مختلف عالمی زبانوں میں س کا ترجمہ شائع کیا گیا۔ یہ رسالہ مبادیات اسلام پر مشتمل ہے۔ اور اسلام کی ترجمانی کرتا ہے۔

موجودہ حالات اور پس منظر میں رسالہ ''عمان'' کی اہمیت بہت زیادہ ہوگئی اس کے مفید اثرات سامنے آئے ہیں۔ اس کی ہمہ گیر ضرورت کو پیش نظر رکھ کر شاہ اردن نے فیصلہ کیا۔ کہ دنیا بھر سے ممتاز علماء خطباء داعیان اسلام کو اس سے آگاہ کیا جائے۔ جس کے لیے آٹھ روزہ ورکشاپس کا اہتمام کیا جاتا ہے اس کے لیے اردن کی وزارت مذہبی امور نے یہ ذمہ داری قبول کی اور باحسن طریق سے اسے سرانجام دینے لگے۔ اس کا آغا 2004ء میں ہوا اور اب تک سینکڑوں علماء خطباء اس سے مستفید ہو چکے ہیں یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اس کا دائرہ عمل پوری دنیا میں پھیل چکا ہے اور رسالہ ''عمان'' کا پیغام جگہ جگہ پہنچا رہے ہیں اس عظیم الشان کام کا کریڈٹ شاہ عبداللہ ثانی کو جاتا ہے۔ جن کی بلند پایہ سوچ نے اسلام کے بارے میں صحیح موقف پیش کرنے کا راستہ ہموار کیا۔ اس کے لیے وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں اور اردن کی وزارت مذہبی بھی بہت متحرک ہے۔ اور اس کے وزیر عزت مآب ڈاکٹر وائل عربیات صاحب جہاندیدہ اور بیدار مغز شخصیت کے مالک ہیں

اور ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔

یہ علمی ورکشاپ سال میں دو یا تین مرتبہ منعقد ہوتی ہے اس میں مذہبی رہنماؤں اعلیٰ سرکاری پولیس اور فوجی افسروں کو بطور خاص شامل کیا جاتا ہے۔ مجھے ذاتی طور پر اس ورکشاپ میں شامل ہونے کا موقعہ ملا۔ جو 11 سے 18 دسمبر 2016ء کو اردن کے دارالحکومت عمان میں منعقد ہوئی اس میں شرکت کی دعوت پاکستان کی وزارت مذہبی امور نے دی تھی۔ جس کے لیے میں وفاقی وزیر برائے مذہبی امور بین المذاہب ہم آہنگی سردار محمد یوسف کا بے حد شکر گذار ہوں جنہوں نے اس ورکشاپ میں شمولیت کا موقعہ دیا۔ اس ضمن میں اردن کے سفارت خانہ نے کمال مہربانی سے تمام انتظامات مکمل کیے اور بہت پر وقار طریقے سے ویزہ اور ہوائی ٹکٹ و دیگر سفری سہولیات فراہم کیں۔ میں 9 دسمبر 2016ء کی رات اتحاد ائر لائن کے ذریعے بذریعہ ابوظہبی عمان اردن کے لیے روانہ ہوا اور 10 دسمبر کو عمان پہنچ گیا۔ جہاں نہایت اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں ہمارا قیام تھا۔

11 دسمبر 2016ء بروز اتوار جامع مسجد عبداللہ شہید کے وسیع ہال میں عالمی سیرت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں شاہ عبداللہ ثانی کے بھائی شہزادہ ہشام ابن الحسین مہمان خصوصی تھے۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ اس کے بعد وزیر مذہبی امور ڈاکٹر وائل عربیات نے نہایت فکر انگیز کلیدی خطاب کیا۔ نہوں نے عالم اسلام کی موجودہ صورت حال خاص کر شام میں مسلمانوں کے قتل عام پر نہایت دکھ کا اظہار کیا اور کہا کہ آج ہم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی حاصل نہں کر رہے جس کا نتیجہ ہے کہ ہم راہ راست سے بھٹک گئے ہیں ہمارے نوجوان غلط راستوں پر چل نکلے اسلام کی غلط اور من گھڑت تشریحات نے ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ یہ دشمن کے ہاتھوں کھلونا بن گئے۔ اب یہی نوجوان ہمارے بچوں اور عورتوں کو قتل کر رہے ہیں ناکامی و نامرادی ان کا مقدر بن چکی ہے ہم اسلام کے امن و سلامتی کے پیغام کو نہ سمجھ سکے۔ اور نہ ہی دنیا کو اس سے آگاہ کر سکے۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم دوبارہ اصل کی طرف لوٹ جائیں اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روشنی حاصل کریں۔ اور اپنا قبلہ درست کر لیں۔ وزیر موصوف نے فصاحت و بلاغت سے بھرپور تقریر ارشاد فرمائی۔ آخر میں انہوں نے شاہ اردن کا پیغام بھی دیا۔ کہ ہم اس خطے میں قیام امن کے لیے اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے۔

کانفرنس کے دوسرے سیشن میں اردن کی مسلح افواج کے مفتی عام جناب ڈاکٹر غالب

ربا بعہ نے ''دعوتی خطاب کے اہداف و پیغام اور اس کے وسائل'' پر نہایت عمدہ لیکچر دیا۔ انہوں نے دنیا بھر سے آئے ہوئے علماء کرام کو خوش آمدید کہا۔ اور فرمایا کہ دعوت کا کام ایک مقدس مشن ہے۔ یہ فریضہ تمام انبیاء کرام سرانجام دیتے رہے۔ جنہوں نے بہترین اسلوب اختیار کیا۔ اور مخاطبین کو ان کے مزاج اور ان کی زبان میں دعوت پیش کی۔ انبیاء پوری حکمت و بصیرت کے ساتھ اخلاق عالیہ کا مظاہرہ کرتے۔ یہاں تک کہ فرعون جو کہ اللہ تعالیٰ کا باغی اور سرکش تھا۔ زمین پر اپنی الوہیت کا اعلان کرتا تھا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا۔ فقولا له قولا لينا لعله يتذكر اويخشىٰ کہ فرعون کے ساتھ نرمی سے بات کرنا شاید کہ وہ نصیحت مان لے۔ دعوت کا یہ اسلوب ربانی ہے آج یہ انداز اپنانے کی ضرورت ہے۔ دعوت کے اہداف بہت واضح ہیں ہم راہ راست سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف بلاتے ہیں وہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کا پیغام بھی دینا چاہیے۔ لوگوں کو مایوسی سے نکال کر امید اور زندگی کی طرف لانا ہے۔ تاکہ لوگ دین کے قریب آئیں انہوں نے فرمایا کہ آج تبلیغ اسلام کے لیے بہت سے وسائل ہیں جدید ذرائع ابلاغ کو دعوت دین کے لئے استعمال کرنا چاہیے خاص کر ٹی وی چینل اور سوشل میڈیا بہترین وسیلہ ہیں۔ ہمیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی جو کہ بہت دلچسپ تھی۔

12 دسمبر 2016ء دو پروگرام بیرون شہر ترتیب دیئے گئے پہلا پروگرام اردن کے سب سے معتبر عسکری ادارے رائل ڈیفنس کالج میں ہوا۔ جہاں دفاعی انتظامات پر بریفنگ دی گئی اس موقعہ پر میجر جنرل محمد علی البطانیۃ نے وطن میں امن و سلامتی سب کی ذمہ داری'' کے اہم موضوع پر لیکچر دیا۔ انہوں نے کہا کہ امن کی کئی حالتیں ہیں جس میں اقتصادی' سیاسی' تعلیمی' مذہبی اور عسکری شامل ہیں وطن کی امن و سلامتی کی ذمہ داری تمام طبقوں پر یکساں آتی ہیں داخلی تعمیر و ترقی کا عمل قیام امن میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ داخلی ماحول پر سکون حالات کے لیے زیادہ موثر ہوتا ہے۔ مسلح افواج اس میں اگرچہ مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔ اور سول حکومت کی معاون اور مددگار رہوتی ہے۔ انہوں نے اردن کی مثالیں دیں اور کہا کہ ہم دور دراز آبادیوں میں تعلیم کے فروغ میں کردار ادا کرتے ہیں حکومت عوام الناس کی آزادی اور ان کے مفادات کا مکمل تحفظ کرتی ہے اور با مقصد سیاسی عمل کے ذریعے ایسی پالیسیاں وضع کی جاتی ہیں جو قیام امن میں مددگار رہوتی ہیں چونکہ اردن کو بہت سے چیلنجز

کا سامنا ہے داخلی اور خارجی حالات ہمارے سامنے ہیں جس میں اسرائیل پیش پیش ہے آزاد فلسطین کا قیام خطے میں امن کی ضمانت ہے اسی طرح عراق اور شام کے حالات بھی اردن پر اثر انداز ہوتے ہیں انہوں نے مزید کہا کہ اردن ہمیشہ سے اپنے سیاسی' اقتصادی حالات کو مدنظر رکھ کر دیگر ممالک سے تعلقات کو اہمیت دیتا ہے۔اور اپنے سفارتی روابط بحال رکھتا ہے امن واستقرار ملک میں سرمایہ کاری' سیاحت کے فروغ کا سبب بنتے ہیں اسی طرح عوامی خدمات کے لیے سازگار ماحول پیدا ہوتا ہے امت میں اتحاد واتفاق اور وحدت امن کی کلید ہے **واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا** اور دوسرے مقام پر فرمایا"**ان هذه امتکم امة واحدة وانا ربکم فاعبدون**" لہٰذا ہمیں مل جل کر یہ کام کرنا چاہیے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے واضح کیا کہ جہاد اہم فریضہ ہے یہ ہمیشہ حکومت کی سرپرستی میں ہونا چاہیے۔

اسی دن دوسرا پروگرام بہت ہی دلچسپ اور اہمیت کا حامل تھا اس میں ''موتہ'' کے مقام کی زیارت اور سیر تھی حقیقت یہ ہے کہ تاریخ کا طالب علم ہونے کے ناطے میری دیرینہ آرزو تھی کہ اس مقام کو قریب سے دیکھوں جہاں حق وباطل کے درمیان معرکہ ہوا۔ یہ جگہ اردن کے جنوب میں واقع ہے ''موتہ'' کے قریب کرک بڑا شہر ہے جبکہ ''موتہ'' اس کے قریب درمیانے درجہ کا شہر ہے اب اس میں کافی توسیع ہوئی جہاں ایک یونیورسٹی اور میڈیکل کالج بھی موجود ہے۔

غزوہ موتہ اسلام کی اہم جنگوں میں سے ایک ہے جس مقام پر یہ معرکہ ہوا وسیع میدان ہے اس جنگ کا سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر حضرت حارث بن عمیر الازدی کا قتل ہے۔ جو بصری کے بادشاہ کے نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی لیکر جارہے تھے اور بنوغسان کے سردار شرجیل بن عمرو بن جبلہ الغسانی نے قتل کردیا تھا۔ آپ نے اس کا بدلہ لینے کے لیے تین ہزار نفوس قدسیہ پر مشتمل لشکر ترتیب دیا۔ اوران پر حضرت زید بن حارثہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا۔ اور ساتھ ہدایت کی کہ اگر زید شہید ہوجائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہونگے اور اگر وہ بھی شہید ہوجائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر ہونگے آپ نے لشکر کو نصیحت کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر جہاد کریں جنگ میں کسی بچے' عورت اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا نہ ہی عبادت گاہوں کو مسمار کرنا نہ درخت کاٹنا نہ کسی رہائشی عمارت کو منہدم کرنا یہ پہلا اسلامی لشکر جسے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ریاست سے روانہ کیا' اس جنگ میں تینوں جلیل القدر قائدین یکے بعد دیگرے شہید ہوگئے اس کے بعد صحابہ کرام نے حضرت

خالد بن ولیدؓ کو امیر لشکر مقرر کر دیا۔ انہوں نے کمال عزیمت اور حکمت سے رومیوں کو شکست دی اور بقیہ فوج کو بحفاظت واپس لے گئے۔ آپ جب مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیف اللہ کا خطاب دیا۔

غزوہ موتہ کے مقام سے تقریبا 20-15 کلو میٹر کے فاصلے پر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تھا جنگ کے شہداء کو اسی مقام پر لا کر دفن کیا گیا۔ اور قبریں دور دور بنائیں تا کہ دشمن ان کی بے حرمتی نہ کر سکے۔ اس جنگ میں قائدین کے علاوہ دیگر صحابہ کرام بھی شہید ہوئے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ جناب مسعود بن الاسود' جناب وہب بن سعد' جناب عباد بن قیس' جناب عمرو بن سعد جناب الحارث بن النعمان بن اساف جناب سراقہ ابن عمرو جناب ابوکلیب بن عمرو جناب جابر بن ابی صعصہ جناب عامر بن سعید رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہیں۔

اس مقام پر میں خیالات وتصورات کی دنیا میں گم ہو گیا وہ کیسا منظر ہوگا ایک طرف ایمان کی دولت سے مالا مال جانثار صحابہ کی جماعت جو دنیا سے بے نیاز صرف رضائے الٰہی کی خاطر میدان جنگ میں شمشیر بکف ہیں جبکہ دوسری طرف جاہ وحشمت' غرور و تکبر' اور دنیا کے طالب کا جم غفیر تھا جو بے مقصد میدان میں اترا وہ کیسی صبح ہو گی جب اسلامی جھنڈے کے سائے میں صحابہ کرام پوری جوانمردی بہادری سے چٹان بنے ہوئے تھے قائدین متواتر حوصلہ افزائی کرتے ہوئے میدان کارزار میں قدم بڑھا رہے ہونگے اور لاکھوں کے لشکر کو شکست سے دوچار کیا سیدنا خالد بن ولید کی جنگی حکمت عملی سے مسلمانوں کا جانی نقصان بہت کم ہوا اور بطور انعام انہیں سیف اللہ کا خطاب ملا۔

13 دسمبر بروز منگل معہد الملک عبداللہ ثانی لاعداد الدعاۃ میں دو اہم لیکچر ہوئے پہلا لیکچر اردن کے مفتی اعظم سماحۃ الشیخ الدکتور' عبدالکریم الجھاونہ نے ''دعوتی خطاب میں رحمت'' کے موضوع پر دیا۔ انہوں نے کہا کہ تمام ادیان میں اخلاق حمیدہ کا تذکرہ ملتا ہے خاص کر رحمت کو شفقت اور نرمی کے مفہوم سے بیان کیا گیا ہے۔ جس کائنات میں ہم زندگی گزار رہے ہیں جہاں قدم قدم پر رحمت کے مظاہر ملتے ہیں انسان ہو یا کہ حیوان سب رحمت محبت الفت' شفقت اور ملائمیت کا اظہار کرتے ہیں اس خوبی کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے قریب آ جاتے ہیں۔

ایک خطیب اور داعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ نرم خو اور نرم مزاج ہو اس کی گفتگو میں ریشم جیسی نرمی ہو۔ سخت بات اور گفتگو موثر نہیں ہوتی۔ فرعون کس قدر متکبر اور سخت مزاج تھا سرکش اور باغی

تھا لیکن سیدنا موسیٰ کو حکم دیا گیا کہ وہ نرمی سے بات کریں ایک عالم دین خواہشات کا پیروکار نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ معاشرہ میں متوازن اور معتدل گفتگو کرتا ہے۔ مسائل کی نشاندہی کے ساتھ اس کا حل نکالتا ہے وہ لوگوں میں مایوسی نہیں پھیلاتا بلکہ اپنی عادلانہ گفتگو سے لوگوں کو متاثر کرتا ہے۔ اس ضمن میں ہمارے سامنے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شاندار مثال ہے جو انہوں نے نجاشی کے دربار میں پیش کی تھی۔ اس سے فصیح و بلیغ اور متاثر کن خطاب ممکن نہیں۔ اس سے نجاشی نہ صرف متاثر ہوا بلکہ وہ آنسوؤں سے رو دیا۔

انہوں نے مزید فرمایا۔ کہ آج انسانی حقوق کے نام پر بڑی گہری سازشیں ہو رہی ہیں۔ لوگوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ حقائق کی بجائے من گھڑت خبریں نشر کی جاتی ہیں تا کہ حالات خراب ہوں ان من گھڑت اور فرضی حالات پر علماء سے فتاویٰ حاصل کئے جاتے ہیں اور دوسروں کو قتل کرنے کے جواز تلاش کیے جاتے ہیں امام ابن قیم کا قول نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ مشکوک حالات پر فتویٰ صادر نہیں کرنا چاہیے سمجھ دار علماء ایسا نہیں کرتے۔

انہوں نے فرمایا کہ اسلام میں قطعی احکامات کے علاوہ متغیرات بھی ہیں اور علماء حق اصول کی بنیاد پر اجتہاد کرتے ہیں اور معاشرے کی اصلاح کرتے ہیں یہ بھی رحمت کی نادر مثال ہے۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا آج ہم میں رحمدلی کا جذبہ نہ رہا۔ ہمارے اسلامی ممالک خاص کر عرب دنیا میں کوئی شخص پچاس سال مقیم رہے وہ اجنبی رہتا ہے وہاں کی شہریت نہیں ملتی جبکہ یورپ میں چند سال کے بعد وہ یہ حق حاصل کر لیتا ہے۔

شریعت ہمیں بندوں میں انصاف اور مخلوق کے ساتھ رحمت کرنے کا حکم دیتی ہے یہی صحیح اسلام ہے ہمیں اسلام کی خوبیاں بیان کرنی چاہیے اور بتانا چاہئے کہ اسلام تشدد اور انتہا پسندی سے روکتا ہے۔

اسی طرح مسلم اور غیر مسلم کے درمیان اچھے تعلقات ہونے چاہئیں انہوں نے ابراہیم ادھم کا قصہ سنایا کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ مسلمان کی داڑھی اور کتے کے بالوں میں کون سے پاکیزہ ہیں تو انہوں نے جواب دیا اگر اللہ تعالیٰ داڑھی والے سے راضی ہے تو یہ زیادہ پاکیزہ اور اطہر ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ راضی نہیں تو پھر اس کی کیا حیثیت ہے۔

اسی دن دوسرا لیکچر رسالہ ''عمان'' کا تعارف، مقاصد اور اس کی وضاحت پر مشتمل تھا۔ معروف دانشور

اور معہد الملک عبداللہ ثانی لاعداد الدعاۃ کے مدیر العام نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ ''رسالہ عمان'' پر روشنی ڈالی اور اسے مرتب کرنے کے اسباب بیان کیے۔ اور کہا کہ عالمی حالات کے تناظر میں جب اسلام کے خلاف شدت کے ساتھ بیانات آنے لگے۔ تو اردن کے فرمانروا ملک عبداللہ ثانی نے یہ تصور پیش کیا جسے دنیا بھر کے ممتاز علماء نے مرتب کر کے پیش کیا۔ (اس کی تفصیل الگ سے آ رہی ہیں)

14 دسمبر 2016ء بروز بدھ وسطی اور شمالی اردن کا مطالعاتی پروگرام تھا۔ صبح چھ بجے عازم سفر ہوئے۔ اردن میں قدم قدم پر تاریخی مقامات ہیں۔ انبیاء کرام کی سرزمین اور ان کے نشانات ہیں۔ وسطی اردن کی طرف جاتے ہوئے بلقاء کے مقام پر وادی شعیب ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سیدنا موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور ان کی ملاقات شعیب علیہ السلام سے ہوئی۔ (تفصیل کے ساتھ یہ قصہ قرآن حکیم میں موجود ہے) یہاں حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر مبارک ہے حکومت نے اسے چاردیواری میں محفوظ کیا ہے۔ جبکہ خوبصورت مسجد اور تحقیقی ادارہ بھی موجود ہے۔ یہ سارا علاقہ سرسبز اور خوبصورت ہے...... زیتون کے باغات ہیں بارشوں کا پانی ایک ڈیم میں جمع کر لیا جاتا ہے۔ جیسے سد شعیب کہا جاتا ہے۔ یہ علاقہ قدیم زمانے سے تجارتی گزرگاہ رہی ہے آج بھی اس کی بہت اہمیت ہے۔ کیونکہ عمان سے بیت المقدس جانے کے لیے یہی راستہ ہے۔

سیدنا شعیب علیہ السلام کو خطیب الانبیاء بھی کہا جاتا ہے آپ اپنے حسن بیان اور اعلیٰ اسلوب کی بدولت اس لقب سے معروف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اصحاب الایکہ کی طرف مبعوث کیا۔ جو وزن اور پیمائش (ناپ تول) میں کمی کرتے تھے۔ قرآن حکیم کی سورۃ الاعراف آیت نمبر 85 میں ارشاد ہے ''والی مدین اخاھم شعیبا قال یا قوم اعبدالله مالکم من اله غیره قد حاء تکم بینة من ربکم فاوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاء ھم ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا ذلکم خیرلکم ان کنتم مومنین) قوم شعیب علیہ السلام کا مذاق اڑاتی جہاں تک کہ پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا۔ قرآن حکیم میں اس قوم کو اصحاب الایکہ کے ساتھ بھی ذکر کیا۔ الایکہ درخت کا نام ہے قوم جس کی پوجا کیا کرتی تھی۔

یہ وادی تاریخی شہر سلط کے قریب ہے سلط اردن کے اہم شہروں میں سے ایک ہے جو پہاڑوں پر واقع ہے یہاں کے لوگ بہت مہربان اور مہمان نواز ہیں۔ یہ شہر اپنی قدامت اور طرز تعمیر کی

وجہ سے مشہور ہے۔ جسے دیکھنے کثرت کے ساتھ سیاح آتے ہیں یہ پرفضاء علاقہ ہے یہاں سے گزر کر بحرمیت (Dide See) جاتے ہیں۔

اس کے بعد ہم وسطی اردن الکرامہ کے مقام پر پہنچے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں اردن اور اسرائیل کے درمیان فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ اور اسرائیل ناکام و نامراد پسپا ہوا اسے معرکہ الکرامہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بلندی پر واقع ایک ریسٹ ہاؤس میں ہمیں بریفنگ دی گئی اور اس مقام کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا اس دن بارش وقفے وقفے سے جاری تھی۔ موسم کافی سرد تھا۔ یہاں سے بحرمیت' ودیگر تاریخی مقامات باآسانی دیکھے جاسکتے تھے۔ جن میں ریجا شہر بھی تھا جو اس وقت اسرائیل کے قبضے میں تھا۔ بحرمیت دنیا کا واحد سمندر جہاں کوئی جاندار نہیں رہ سکتا۔ اس کا پانی بہت نمکین ہے۔

وسطی اردن سے ہم شمالی اردن کی طرف روانہ ہوئے روانگی سے قبل مشروبات اور شوارما کے ساتھ تواضع کی گئی۔ راستے میں دیگر تاریخی شہر جن میں غور اور اربد بھی آئے۔ یہ شہر دریائے اردن کے قریب واقع ہیں بہت زرخیز اور سبزیوں پھلوں سے مالا مال ہے۔ حد نظر تک سبزہ باغات نظر آتے ہیں۔ یہاں ہم سیدنا ابوعبیدہ عالی عبداللہ الجراح سیدنا معاذ بن جبل اور سیدنا شرجیل ابن حسنہ کی قبروں پر رکے۔ اور دعا کی یہ وہ جلیل القدر صحابہ کرام ہیں۔ جن کی زندگیاں اسلام کے لیے وقف تھیں۔ یہ صاف دل کھرے اور سچے مومن بقول علامہ اقبال

شہادت ہے مطلوب مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

کا عملی نمونہ تھے یہ پاکباز ہستیاں اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے میدان کارزار میں اتریں اور پھر اسلام کو سرفراز و سربلند ہو کر نکلیں ان درویشوں نے اسلام کو حجاز سے نکال شام و فلسطین میں داخل کر دیا۔ کس قدر عظیم المرتبت تھیں یہ شخصیات جن پر اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔

رضی اللہ عنهم و رضوا عنه

حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال القرشی سابقون الاولون اور کبار صحابہ میں شمار ہوتے ہیں آپ کی کنیت الوعبیدۃ تھی اس سے معروف ہوئے آپ بعثت سے چالیس سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ عشرۃ مبشرہ میں سے ہیں دو ہجرتیں کیں پہلی حبشہ اور دوسری مدینہ منورہ کی طرف نبی کریمؐ نے آپ کو سید الانصار سعد بن معاذ کے ساتھ اخوت کے رشتے میں جوڑا۔ آپ بیعت

رضوان میں شامل تھے۔ ابوعبیدہ کے بارے میں آپ نے ارشادفرمایا۔ ان لکل امة امینا' وامین ھذہ الامة ابوعبیدۃ بن الجراح (رواہ البخاری) آپ بہت متواضع زاہد عابد متقی کریم النفس اوراعلیٰ اخلاق حمیدہ سے متصف تھے۔ آپ فن حرب کے ماہر تھے۔ غزوہ بدر سے لیکر تمام غزوات میں شریک رہے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے انہیں شام کی فتوحات کے لیے اسلامی لشکر کا قائد متعین کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر شام وفلسطین کی فتح کا اعزاز نصیب کیا۔ آپ اربد کے مقام پر قیام پذیر تھے۔ جہاں عمواس طاعون کی وباء سے متاثر ہوئے۔ اور وفات پائی۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن جبکہ نام ونسب یہ ہے کہ معاذ بن جبل ابن اوس الانصاری الخزرجی ہے آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ہند بنت سہل رفاعہ قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں آپ نے 18 سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور سابقون الاولون میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک تھے۔ غزوہ بدر کے وقت آپ کی عمر بیس سال تھی تمام غزوات میں شریک رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ اور سیدنا جعفر بن ابی طالب کے درمیان اخوت کا تعلق قائم کیا تھا۔ فتوحات شام میں شریک رہے۔ آپ جواں رعنا پرکشش شکل وصورت کے مالک اور بہت خوبصورت تھے۔ گوارنگ کالی زلفیں بڑی آنکھیں جب گفتگو فرماتے تو ایسے معلوم ہوتا کہ آپ کے منہ سے نور اور موتی جھڑ رہے ہیں۔ آپ کا شمار ممتاز قراء میں ہوتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چار قراء سے قرآن حکیم پڑھنے کا حکم دیا ان میں سے ایک معاذ بن جبل بھی شامل تھے۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں فتوی دے دیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا"اعلم امتی بالحلال و الحرام معاذ بن جبل "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا انہوں نے یہ خدمات جاری رکھیں حتی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ سیدنا عمر بن خطاب کے عہد میں آپ یمن سے واپس آ گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کی فتوحات کے لیے روانہ کر دیا۔ انہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ فلسطین کی فتح کے وقت جو معاہدہ ہوا۔ اس پر بطور گواہ آپ کے دستخط موجود ہیں۔ آپ بھی طاعون عمواس میں شہید ہو گئے تھے۔

اس کے بعد ہمارا قافلہ اردن کے شمال کو روانہ ہوا۔ اور جلدی ہم اردن' شام' لبنان' اور

مقبوضہ فلسطین کے سنگم پر پہنچ گئے۔ یہ وہ جگہ جہاں چاروں ملکوں کی سرحدیں ملتی ہیں یہاں شام کی گولان پہاڑیاں ہیں جن پر اسرائیل نے غاصبانہ قبضہ کیا ہوا ہے۔ یہاں سے دریائے اردن نکلتا ہے۔

اور یہی وہ مقام ہے جہاں بحیرہ طبریہ ہے یہ میٹھے پانی پر مشتمل سمندر ہے۔ نہایت خوبصورت مناظر ہیں اس روز کبھی ہلکی اور کبھی تیز بارش ہو رہی تھی موسم بہت سرد تھا ایک بریگیڈیئر نے بڑی تفصیل سے حالات واقعات سے آگاہ کیا اور علاقے کی عسکری صورت حال پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے جنگ یرموک کا بھی تذکرہ کیا۔ جس کی وجہ سے علاقے کو ''بوابہ الفتح الاسلامی'' کا نام دیا جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں مسلمانوں اور رومی نصاریٰ کے درمیان فیصلہ کن جنگ لڑی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا اس عظیم الشان اسلامی لشکر کی قیادت ممتاز جرنیل حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔ اس کے بعد رومی پسپا ہو گئے اور آخر کار دمشق پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

جنگ یرموک 15 ہجری میں مسلمانوں اور رومی عیسائیوں کے درمیان لڑی گئی یہ دنیا کی معرکۃ الآراء جنگوں میں سے ایک ہے۔ یہ دوسری جنگ ہے جو جزیرۃ العرب سے باہر لڑی گئی اس کے بعد فتوحات کا سلسلہ چل نکلا سیدنا عمر بن خطاب کے عہد میں مختلف معرکے ہوئے جن کی قیادت نامی گرامی صحابہ کرام کر رہے تھے جن میں خالد بن ولید' ابوعبیدہ عامر ابن جراح' عمرو بن العاص' عبدالرحمٰن بن ابی بکر' ضرار بن الازور' شرحبیل بن حسنہ یزید بن ابی سفیان' القعقاع بن عمرا لتمیمی' عیاض بن غنم' اور قیس بن ہبیرہ شامل ہیں۔ یرموک میں مسلمانوں کی تعداد 36 ہزار جبکہ رومیوں کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار تھی رومی افواج میں مختلف علاقوں کے لوگ شامل تھے۔ جن کی قیادت فاہان' غسانی سردار جبلہ بن الایہم اور قسطنطین بن ہرقل کر رہے تھے۔ یہ جنگ چھ دن جاری رہی پہلے چار دن تو دفاعی اسلوب اختیار کیا گیا جس سے رومیوں کا بے پناہ جانی مالی نقصان ہوا آخری دو دن پوری قوت سے حملہ کیا گیا جس سے رومیوں کے لشکر میں افراتفری پھیل گئی اور ان کے قدم اکھڑ گئے۔ بے شمار قتل اور لاتعداد قیدی بنا لیے گئے اس طرح یہ جنگ اختتام کو پہنچی اور مسلمان فاتح ٹھہرے اس جنگ کا حیرت انگیز واقعہ کہ رومی قائد جورج اپنا لشکر چھوڑ کر مسلمانوں سے آملے اسلام قبول کیا۔ اور پوری بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ جبکہ فاہان قتل کر دیئے گئے۔

قافلے کا آخری پڑاؤ آرمی کلب تھا۔ جہاں پر تکلف اور علاقائی روایتی ظہرانہ ہمارا منتظر

تھا۔ دن بھر کی تھکاوٹ شدید سردی بارش نے کھانے کا لطف دوبالا کر دیا۔تمام شرکاء نے خوب سیر ہو کر کھانا تناول کیا۔اس کے بعد ہم واپس عمان کے لیے روانہ ہوئے......

15 دسمبر 2016ء کو بعض اہم موضوعات پر محاضرے ہوئے۔

پہلے محاضرے کا عنوان تھا۔''نوجوان موجودہ چیلنجز اور عالمگیریت'' اردن کے ممتاز دانشور پروفیسر ڈاکٹر محمود نظام الرحمان نے محاضرہ دیا۔انہوں نے چند سوالات سے اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔مثلاً کیا نوجوانوں کی تربیت کے لیے فضا سازگار ہے؟ کیا ان کی ضروریات کی تکمیل کے لیے سازوسامان دستیاب ہے؟ کیا عالمگیریت مکمل طور پر اچھی ہے یا بری؟ مسلمانوں کے ہاں معاشرے کو عربی' غیر عربی میں تقسیم کیا جارہا ہے۔کیا ہمارے لیے یہ کافی نہیں کہ ہم سب مسلمان ہیں۔ !ہم اپنے نوجوانوں کو علم یا معلومات تو دیتے ہیں لیکن ان میں کسی قسم کی مہارت اور عملی خوبیاں پیدا نہیں کرتے۔اس وقت عالمگیریت نے تمام اسلامی دنیا کے لیے مشکلات پیدا کی ہیں۔ہمارے تمام مراکز اور یونیورسٹیاں عالمگیریت کی زد میں ہیں کیونکہ ان کے اولین ہدف نوجوان ہیں۔نوجوان بہت جلد ان سے متاثر ہوتے ہیں اور ان کے افکار و نظریات کو قبول کر لیتے ہیں۔ بلکہ ان کی مہارتوں اور عملی زندگی کو اپنے لیے آئیڈیل سمجھتے ہیں۔

ہم مسلمان اپنے ماضی پر فخر کرتے ہیں اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کا ماضی بہت درخشندہ ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ ہمارا مستقبل کیا ہے؟ لحہ موجود ہم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ہم کوئی کردار ادا کریں تاکہ آنے والی نسلیں ہم پر فخر کریں ہم تعلیمی میدن میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔اپنی اقتصادیات کو فروغ دے رہے ہیں تاکہ ہم پرسکون اور پرامن زندگی بسر کریں یہ بات بہت اہم ہے کہ ہم دنیا میں اکیلے نہیں بلکہ ہمارے ساتھ بہت سے لوگ رہتے ہیں۔لیکن ان لوگوں نے مختلف میدانوں میں ہم پر غلبہ پالیا ہے۔مثلاً آپ زبان کو دیکھ لیں انگریزی زبان ہماری مجبوری بن کر رہ گئی ۔اقتصادی میدان ہو یا سائنسی علوم صنعت و حرفت ہو یا کوئی اور میدان ہر جگہ انگریزی کو فوقیت حاصل ہے۔اس وقت دنیا شیشہ کا گھر ہے آپ براہ راست ہر چیز کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔دنیا سکڑ گئی ہے۔ اور عالمگیریت نے ہم پر غلبہ پالیا ہے۔ان حالات میں مسلمان کہاں کھڑے ہیں؟

ہمارے امام' خطیب اور داعیان اسلام لوگوں کے مسائل اور ان کی ضروریات سے آگاہ نہیں ہیں تو کس طرح ان کا حل پیش کریں !اس وقت ہمارے نوجوان نفسیاتی مسائل سے دوچار ہیں؟

تمام علماء کرام' اساتذہ اور والدین کو چاہیے کہ وہ طلبہ پر گہری نظر رکھیں۔ ان کے مسائل کو سمجھیں اور ان کی مشکلات کے حل میں مدد دیں۔ ان کی ضروریات کو فوراً پورا کریں' عالمگیریت کے سلبی پہلو ہیں اس کے ذریعے پوری دنیا پر قبضہ کیا جا رہا ہے۔ اس کے معدے کی آواز زبان سے زیادہ قوی ہے۔

اسلام پوری دنیا کے لیے آیا ہم نے اس پیغام کو عام کرنے میں کوتاہی کی ہے ہمیں اپنے مقصد کو پانے کے لیے بہتر ذرائع اختیار کرنے چاہئیں لیکن ہم نے ایسا نہ کیا یہ بات قابل غور ہے کہ انہوں نے عالمگیریت کے قیام کے لیے شخصی آزادی کا سہارا لیا اسی طرح ذرائع ابلاغ کی آزادی کی آڑ میں اپنے عالمگیر پیغام کو بغیر کسی تکلیف کے پوری دنیا تک پہنچا دیا۔ حالانکہ شخصی آزادی اسلام کا اصل پیغام ہے ہم نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا جبکہ انہوں نے آزادی کی آڑ میں اپنے افکار ونظریات اور تہذیب وثقافت کو ہم مسلط کر دیا۔ ہم اس طریقہ کار کو نہ اپنا سکے۔ اصلا ہمارے ہاں تربیت کی بہت کمی ہے معلوم ہونا چاہیے جاپان میں پہلے ابتدائی تین سال میں کوئی تعلیم نہیں بلکہ صرف بچوں کو اعلیٰ تربیت دی جاتی ہے۔

دوسرا لیکچر ممتاز عالم دین پروفیسر ڈاکٹر رشاد صالح زید الکیلانی نے ''استعماری قوتیں اور انتہاپسندی اور دوسروں سے اس کا تعلق'' کے موضوع ارشاد فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ دوسری قوموں کے شر اور خیر کا راستہ ان کی زبان کے ذریعے آتا ہے۔ یہ واحد ذریعہ ہے جو اپنے ساتھ ثقافت' رہن سہن' لباس' خورد ونوش ظاہری وضع وقطع لے آتی ہے۔ ہماری بقاء اور سالمیت اسی میں ہے کہ ہم اپنی زبان کی حفاظت کریں۔ جن قوموں نے ہماری زبان پر قبضہ کیا انہوں نے ہماری ثقافت بدل کر رکھ دی۔ یہ سخت ترین مقابلہ ہے۔ دو باتیں اہمیت کی حامل ہیں۔

(1) ذرائع ابلاغ کی قوت' زبان مختلف ٹی وی چینل' سوشل میڈیا' انٹرنیٹ اس تناظر میں دیکھیں تو ہر شخص صحافی ہے۔ لیکن بہت کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ وہ صحافی ہیں' میڈیا تو آپ کی دسترس میں ہے لیکن ہم نے اس ذرائع کو اسلام کی سربلندی کے لیے استعمال نہیں کیا ہم نے اس سے کتنا فائدہ اٹھایا۔

(2) افکار ونظریات کا تصادم (الغزو الفکری) یہ مسئلہ انتہائی سنگین ہے۔ اس وقت پوری قوت کے ساتھ فکری محاربت جاری ہے۔ طریقہ واردات یہ ہے کہ زبان کے ذریعے نصاب تعلیم کو مفلوج کر

کے رکھ دیا اور نصاب کے ذریعے عالمگیریت کے فلسفہ کو نافذ کیا جا رہا ہے۔ بدقسمتی سے ہم مسلمانوں میں علمی برتری کا فقدان ہے۔ اور تمام شعبوں میں تحقیق و جستجو کے دروازے بند ہیں نئی ایجادات کا دائرہ فیس بک تک محدود ہے۔ جس کے استعمال کے لیے انگریزی زبان کی شدید ضرورت ہے۔ فیس بک کے استعمال پر کوئی فیس لاگو نہیں' کیوں؟ اس لیے تاکہ ہر شخص اور ہر گھر ہر طبقے کی دسترس میں ہو۔ مسلم یا غیر مسلم' عربی یا عجمی فیس بک نے اسے اپنی دنیا سے نکال باہر کیا۔

یہ بات ہمارے لیے قابل غور ہے کہ وہ لوگ اپنے بڑوں کی رائے کو قبول کر لیتے ہیں ان پر اندھا اعتماد کرتے ہیں لیکن ہم مسلمانوں کا مسئلہ الٹ ہے ہمارے ہاں کوئی مرجعیہ نہیں ہے۔ مسائل مذہبی ہوں یا سیاسی اقتصادی ہوں یا معاشرتی ہر شخص کی اپنی رائے ہے۔ اور اپنی رائے پر پوری ڈھٹائی سے قائم ہے۔ اس کے لیے مرنے مارنے کے لیے تیار ہے۔ ہم انتہا پسندی کا مقابلہ دینی تناظر دینی افکار و خیالات اور دینی شرائط پر کرتے ہیں جبکہ غیر مسلم کے افکار اور انکی شرائط کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیے کہ ہم ان لوگوں کے خیالات کو جاننے کی کوشش کریں' جو شکوک و شبہات پھیلاتے ہیں ان کے افکار و نظریات کو مدنظر رکھ کر ہی بات کریں گے۔ تو ہم اعتراضات کا صحیح جواب دے سکیں گے۔

16 دسمبر 2016ء بروز جمعۃ المبارک کا دن اردن کے قدیم تاریخی و سیاحتی مقام پیتراء (PETRA) کی سیر کے لیے مختص تھا۔ خوش گوار دن اور آسمان بالکل صاف تھا۔ سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ عمان سے جنوب کی جانب تقریباً 250 کلومیٹر کی مسافت پر واقع یہ قدیم اور تاریخی شہر سیاحوں کے لیے بہت کشش رکھتا ہے۔ یہاں قوم انباط آباد تھی جو عربی النسل تھے۔ انہوں نے پہاڑوں کو تراش کر نہایت خوبصورت محل اور گھر بنائے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر بڑی حیرت ہوتی ہے کہ اس وقت کے انسان نے بے سرو سامانی کے باوجود کس قدر خوبصورتی سے ان پتھروں کو تراشا اور نہایت عمدگی اور صفائی کے ساتھ محل بنائے' سیدھے ستون' خوبصورت بالکونیاں ان پر نقش و نگار قابل دید ہے بعض چیزیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں اس کی منظر کشی ممکن نہیں' کیا لوگ تھے؟ جنہوں نے پوری پوری زندگیاں اس کام پر صرف کر دیں۔ خود فنا ہو گئے۔ لیکن ان کا شاہکار فن باقی رہ گیا سنگلاخ پہاڑوں کو تراشنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے وہ سخت جان اور احساس ذمہ داری سے آشنا لوگ تھے۔ جس کام پر لگا دیا اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے اور کام کو کر گزرتے اس

دن سورج کی تپش کچھ زیادہ محسوس ہوئی۔ سیر و تفریح سے فراغت کے بعد ۔شؤن الدعوہ کے ڈائریکٹر جنرل جناب حسن کریرہ نے پر تکلف ظہرانہ دیا ایک عوامی ہوٹل میں اس کا اہتمام کیا۔ جس کی بالکونی سے ہم شہر کا نظارہ کرتے رہے۔ اس کے بعد ''العین موسیٰ علیہ السلام'' حضرت موسیٰ کے چشمے دیکھنے چلے گئے جہاں آپ کے عصا نے یہ کمال کر دیکھایا تھا لیکن اسکی کوئی ٹھوس دلیل نہیں۔

17 دسمبر 2016ء بروز ہفتہ ورکشاپ کا آخری روز تھا اس دن بارش کے ساتھ سردی بھی خوب تھی۔ تین محاضرات ہوئے جو کہ پر مغز اور فکر انگیز تھے۔

پہلا محاضرہ ''معیاری دعوتی خطبہ اور معاشرے پر اس کے اثرات'' ممتاز مفکر ڈاکٹر شاکر العارواری نے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے گفتگو کا آغاز شرکاء کو اہلا و سہلا سے کیا اور کہا کہ معلومات کا مصدر انسان کا ذاتی مطالعہ ہے پڑھنے کی بہت اہمیت ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھنے کا حکم دیا اقراء باسم ربک الذی خلق ۔آپ نے فرمایا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں کیسے پڑھوں اور کیا پڑھوں اس سے کم از کم یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ دین پڑھنے غور و فکر اور تدبر سے آتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات بہت عمدہ اور معیاری ہیں آپؐ نے فرمایا ''حدثو الناس علی قدر عقولھم '' لوگوں سے ان کی سمجھ بوجھ کے مطابق بات کرو۔ یاد رکھیں کثرت روایات کا نام علم نہیں۔ بلکہ علم تو نور ہے جو دل کو روشن کر دیتا ہے۔ اس اعلیٰ معیار پر اترنے والے صحابہ کرام کو مختلف علاقوں کی طرف معلم بنا کر روانہ کیا۔ مثلاً مصعب بن عمیر جو کہ حلیم الطبع اور حکیم تھے۔ انہیں مدینہ منورہ معاذ بن حنبل کو یمن روانہ کیا۔ جو حلال و حرام کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

خطیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ حالات و واقعات' ماحول و ظروف سے بخوبی آگاہ ہو اور اپنے خطاب میں حسب ضرورت ان کا اظہار کرے۔ فضل بن عباس فرماتے ہیں کہ خطیب اخلاص اور ثواب کی نیت سے گفتگو کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان پر اس کے منصب اور ذمہ داری کے مطابق دعوتی کام واجب کیا ہے۔ یہ بات ذہن میں رہنی چاہیئے کہ اسلام دین رحمت ہے علم اور بداخلاقی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

دوسرا محاضرہ ''ذرائع ابلاغ اور داعی کا کردار'' کے عنوان پر اردن کے سابق وزیر

اطلاعات ممتاز دانشور جناب ڈاکٹر نبیل الشریف نے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ آج کے نوجوانوں کو مخاطب کرنے کا بہترین ذریعہ ذرائع ابلاغ ہے اس کے ذریعے اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے کا نادر موقعہ ہے یہ تیز ترین دور ہے اخبارات تک رسائی کا ذریعہ انٹرنیٹ ہے۔ آپ براہ راست خبر تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ صحافت ایک پیشہ ہے یہ لوگ ذرائع ابلاغ کے ذریعے ماحول کو سازگار بناتے ہیں اور ماحول اور مذہب کے بارے میں غلط فہمیاں بھی پیدا کرتے ہیں' امریکی ذرائع ابلاغ اسلام کے بارے میں تشویش پیدا کرتے ہیں حقائق واضح ہونے کے باوجود اس کی تردید نہیں کرتے۔ ذرائع ابلاغ میں نیا انقلاب فیس بک اور ٹویٹر کی شکل میں سامنے آیا ہے۔ کروڑوں لوگ اس کا استعمال کرتے ہیں اپنے خیالات اور خبریں ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کرتے ہیں سوچنے کی بات ہے کہ اسلام کے داعی اس کا کیا استعمال کرتے ہیں؟۔ اگرچہ اس وقت بعض T.V چینل اسلام کی تبلیغ کے لیے وقف ہیں ان کی کارکردگی بہت اچھی ہے۔

کیا ہمارے ہاں قابل اعتماد ایسا ادارہ موجود ہے جس کی خبروں پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ ہم ہمیشہ دوسرے ذرائع ابلاغ پر اعتماد کرتے ہیں۔ جیسا کہ CNN یا BBC وغیرہ' حالانکہ ہم مسلمانوں کو مل کر کم از کم ایک ایسا ادارہ ضرور تشکیل دینا چاہیے جس پر لوگ مکمل اعتماد کریں۔ اس چینل پر علماء کرام اور دینی سکالرز اسلام کی تعریف اس کی خوبیاں اور صفات بیان کریں۔

نوجوان مختلف ملکوں میں رہائش پذیر ہیں ان کی زبان بولتے ہیں ان کی ثقافت سے متاثر ہیں لیکن قابل تعجب بات یہ ہے کہ یہی نوجوان اسلام کی بات بھی کرتے ہیں اور اس کا دفاع بھی کرتے ہیں۔ اسلامی ملکوں کو چاہیے کہ جہاں وہ وزارت خارجہ یا وزارت دفاع کا مشترکہ اجلاس بلاتے ہیں وہاں وہ وزارت اطلاعات کا اجلاس بھی رکھیں اور مشترکہ موقف اختیار کریں۔

آخر میں انہوں نے کہا کہ انٹرنیٹ وکیپیڈیا کے تحت معلومات فراہم کرنے کا ذریعہ موجود ہے۔ آپ اس میں کسی بھی موضوع پر تحقیقی اور صحیح معلومات پر مبنی مقالے اپ لوڈ کر سکتے ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم اس کو استعمال کریں۔

تیسرا محاضرہ ''مسجد اقصیٰ کی دیکھ بھال میں ہاشمی خاندان کی خدمات'' پر معروف انجینئر عبداللہ العبادی نے دیا۔ آپ عرصہ دراز سے مسجد اقصیٰ میں تعمیری خدمات سرانجام دیتے رہے۔ انہوں نے نقشوں اور تصاویر کی مدد سے مسجد اقصیٰ پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔ اس کی مرمت اور توسیع کے

علاوہ زائرین کے لیے بہترین انتظامات کیے گئے۔ بدقسمتی سے شاہ حسین بن طلال کے عہد میں اسرائیل نے مسجد اقصیٰ پر غاصبانہ قبضہ کرلیا۔ یہ امت مسلمہ کے لیے المناک حادثہ تھا۔لیکن افسوس کہ امت نے اس ضمن میں کوئی کردار ادا نہیں کیا یہ مسلمانوں کا تیسرا بڑا حرم ہے جس کی زیارت کے لیے باقاعدہ قصد اور عزم کے ساتھ سفر کیا جا سکتا ہے۔ ہاشمی خاندان کی خدمات قابل قدر ہیں۔ اسرائیل کے قبضے کے بعد بھی مسجد اقصیٰ کی خدمت جاری ہے اور اس کے مثالی انتظامات کیے جاتے ہیں۔

18 دسمبر 2016ء بروز اتوار اختتامی جلسہ اور تقریب تقسیم اسناد تھی جس میں اردن کے وزیر مذہبی امور جناب ڈاکٹر وائل عربیات مہمان خصوصی تھے۔ جلسہ کا اہتمام جامع مسجد عبداللہ الشہید کے آڈیٹوریم میں کیا گیا۔

تلاوت قرآن حکیم کی سعادت لبنان وزارت مذہبی امور شعبہ افتاء کے مفتش جناب ڈاکٹر حسن علی مرعب نے حاصل کی۔ آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ جامعہ الازہر کے فاضل اور قرات شعبہ کے ماہر ہیں۔ بہت خوبصورت آواز ہے۔ اس کے بعد ورکشاپ کے منتظم اعلیٰ ڈاکٹر رشاد الکیلانی نے تقریب کے اغراض و مقاصد بیان کیے انہوں نے مہمان خصوصی کو خوش آمدید کہا اور ورکشاپ کے شرکاء کے حسن تعاون پر شکریہ ادا کیا اس کے بعد شرکاء ورکشاپ کی نمائندگی کرتے ہوئے سعودی عرب وزارت مذہبی امور کے مشیر ڈاکٹر عبدالرحمٰن العسکر نے نہایت شاندار گفتگو فرمائی۔ انہوں نے حکومت اردن کی اعلیٰ ظرفی اور شاندار روایات کا تذکرہ کیا اور اس مبارک پروگرام کے انعقاد پر شکریہ ادا کیا اس کے بعد انہوں نے وزارت مذہبی امور کے عالی مرتبت وزیر اور دیگر تمام ذمہ داران کو ورکشاپ کے لیے بہترین انتظام کرنے پر خراج تحسین پیش کیا۔ اور شکریہ ادا کیا آخر میں انہوں نے اردن کے عوام کے حسن سلوک اور ان کے مثبت رویے اور مکمل تعاون پر دلی شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد عالی مرتبت وزیر موصوف نے نہایت فکر انگیز خطاب کیا۔ انہوں نے ابتداء میں تمام شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ اور فرمایا کہ آپ ایک ایسے ملک میں تشریف لائے ہیں جو بہت مبارک ہے۔ **سبحان الذی اسر بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ** ۔الایہ اردن اس مبارک سرزمین کا حصہ ہے اس کی برکت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو مسجد اقصیٰ تک

جانے کے لیے یہی راستہ اختیار کیا۔

انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں بہت سے مسائل درپیش ہیں۔ ہمیں اس وقت داخلی اور خارجی چیلنجز کا بھی سامنا ہے خارجی سے زیادہ داخلی مشکلات ہیں انہوں نے کہا کہ انسانی جسم کو زیادہ نقصان اندرونی بیماری سے ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح آج کچھ لوگ ایسے فقہی۔ مسائل بیان کرتے ہیں۔ جو خاص مواقع سے تعلق رکھتے ہیں آج اسی کی آڑ میں وہ ہم پر یلغار کر رہے ہیں۔ آپ کے علم میں ہے کہ ہم مسلمانوں پر انتہا پسندی اور دہشت گردی کی تہمت لگی ان حالات میں ''رسالہ عمان'' کی اہمیت اور دو چند ہو جاتی ہے۔ یہ پیغام بہت غور و فکر اور علماء کی تائید سے وجود میں آیا۔ اس کا بنیادی پیغام انسانیت کے لیے ہے ہم کسی کے وجود سے انکار نہیں کر سکتے۔ خواہ یہودی ہو یا عیسائی' جہاں تک عقائد و نظریات کی بات ہے یہ الگ موضوع ہے۔ وہ مسلمان ہونے کی صورت میں آپ کا بھائی ہے۔ ورنہ وہ انسان آپ جیسی مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ولقد کرمنا بنی آدم' الایة

یہاں بنی آدم عموم ہے۔ اس کو مسلمانوں سے خاص نہیں کیا۔ اسی طرح حدیث میں ہے الخلق عیال اللہ۔ الحدیث۔ مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے قرآن حکیم میں متعدد مقام پر اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کو مخاطب کیا۔ فرمایا۔

یا ایھا الناس انی رسول اللہ لعلکم جمعیا دوسرے مقام پر فرمایا **ان اول بیت وضع للناس** ان سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت پوری انسانیت کو مخاطب کرتی ہے ہمیں اپنا پیغام پوری انسانیت کو دینا چاہئے۔ آج ہمیں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم اعتدال نرم خوئی مروت اور بھائی چارے کا پیغام سب کو دیں۔ اسلام کے بارے تمام ابہام دور کریں۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ آپ اس پیغام کو عام کرنے میں بہترین سفیر ثابت ہونگے اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں۔

مملکت اردن کا یہ علمی سفر بہت مفید اور علم میں اضافے کا سبب بنا۔ اس سفر میں دیگر ممالک سے جو علماء اور سکالرز تشریف لائے ان سے باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کا موقعہ ملا ایک دوسرے کے حالات سے بخوبی آگاہی ہوئی۔ آپس میں تجربات کا تبادلہ ہوا۔ تعلیمی تربیتی پہلوؤں پر غور و خوض کا موقعہ ملا۔ اس قافلے میں سعودی عرب' مصر' یمن' فلسطین' لبنان' مالدیپ' بنگلہ دیش' ملائیشیاء الجزائر' مراکش' گھانا' فرانس' اٹلی' البانیہ کے مندوبین شامل تھے۔ نہایت

باخلاق اور محبت کرنے والے لوگ جو ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور مروت سے پیش آتے تھے۔

اردن کے لوگ بھی بہت اچھے اور باخلاق ہیں مہمانوں کی تکریم اور مہمان نوازی کا حق ادا کرتے ہیں خدمت کے جذبے سے مامور ہمہ وقت ضرورتوں کا خیال رکھنے والے تھے۔ ہم بازار بھی گئے۔ غیر ملکیوں کے ساتھ ان کا رویہ بہت اچھا تھا اگرچہ اردن میں کافی فلسطینی کام کرتے ہیں لیکن یہ لوگ تعلیم یافتہ ہیں اردن میں مسجدیں آباد ہیں نماز کے اوقات میں بہت لوگ جمع ہو جاتے ہیں شاندار صاف ستھری اور تمام سہولتوں سے آراستہ یہ مسجدیں حکومت کی سرپرستی میں ہیں امام اور خطیب بہت باعزت منصب ہیں لوگ دل و جان سے قدر کرتے ہیں بہت اچھا اور پرسکون ماحول ہے فرقہ واریت نہیں' کوئی شیعہ سنی مسئلہ نہیں ہے۔

اگرچہ مہنگائی ہے لیکن لوگوں کی مالی حالت اچھی ہے۔ 2011ء کے سروے کے مطابق فی کس سالانہ آمدنی 6000 ڈالر ہے تمام شہر صاف ستھرے اور کشادہ ہیں۔ البتہ پرانی طرز تعمیر بھی موجود ہے ٹریفک کا نظام بہت اچھا ہے شہروں میں انڈر پاس اور پل ہیں لوگوں کے پاس ایک سے بڑھ کر ایک گاڑی ہے یہاں یورپی گاڑیاں زیادہ ہیں۔

حکومت کا بھی لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک ہے ضروریات زندگی کی فراوانی ہے۔ تعلیم کا شعبہ بہت عمدہ ہے ثانویہ تک سکول صاف ستھرے ہیں یونیورسٹیاں موجود ہیں۔ سب کو تعلیم کے مواقع میسر ہیں ملک میں سائنس' میڈیکل کی تعلیم کا بھی خاطر خواہ انتظام ہے۔ صحت کا شعبہ بھی مناسب سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ اگرچہ پرائیویٹ ہسپتال موجود ہیں۔ ہمارے ہوٹل کے نزدیک کئی منزلہ بڑا ہسپتال موجود تھا۔ جبکہ سرکاری ہسپتالوں کی حالت بھی بہت اچھی تھی پولیس بہت چاک و چوبند ہے۔ جدید سہولتوں سے آراستہ ہے چونکہ اردن کے گرد و پیش حالات ٹھیک نہیں جس کی وجہ سے ہمہ وقت گشت جاری رہتا ہے شام کے مہاجرین کی بڑی تعداد بھی اردن میں موجود ہے جنہیں ضروریات زندگی کے ساتھ ان کے بچوں کی تعلیم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ شاہ عبداللہ ثانی کے بارے میں لوگوں کے خیالات اچھے ہیں اور وہ اپنے بادشاہ کو پسند کرتے ہیں غالباً ان کا بھی عوامی رابطہ اچھا ہے۔

اللہ تعالیٰ اردن اس کے فرمانروا اور عوام کو سلامت رکھے۔ (آمین)